

مغربی ایجنڈے، تہذیب و تمدن کے سامنے سد سکندری باندھنا پڑے گا ورنہ اس جنگ میں دو قومی نظریے، اسلامی روایات، مشرقی اقدار سمیت ہر چیز داؤ پر لگ جائے گی۔ یہی ایسا موڑ ہے جہاں سے حقیقی جدوجہد کا آغاز کر کے دین و ملت کے مجرم حکمرانوں سے چھٹکارا پایا جاسکتا ہے۔

باجوڑ کے مدرسے اور معصوم طلباء کی شہادت کس طوفان کا پیش خیمہ ہے ؟

اسلام اور کفر کی ابدی جنگ ہر دور ہر عہد اور ہر زمانہ میں ہوئی ہے اور قیامت تک جاری رہے گی۔ حق و باطل کی یہ کشمکش ماضی کی طرح عہد جدید میں بھی جاری و ساری ہے۔ آج دشمنوں کی قتل گاہوں کی ساری سرخیاں خونِ مسلم کی رنگینیوں سے مزین ہیں۔ زندانوں کی رونقیں علماء، طلباء اور مجاہدین کے نعرہ بکسے اور سوز و ساز سے آباد ہیں۔ اور دستِ قاتل کی ساری پھرتیاں، سفاکیاں اور اسلحے معصوم مسلمانوں کی گردنوں کی بدولت کارگر ہیں۔ افغانستان میں طالبان کی حکومت کے خاتمہ کے بعد جاری جنگ میں دنیا بھر میں ہزاروں اور لاکھوں مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے۔ ”دہشت گردی“ کے نام پر جاری جنگ میں ایسی ایسی دہشت گردیاں اور ظلم و بربریت کے مظاہرے کئے جا رہے ہیں کہ انسانیت بھی چنگیزی دور کی تاریکیوں میں منہ چھپانے پر مجبور ہے۔

گزشتہ ماہ باجوڑ کے علاقہ کے ایک مدرسہ پر رات کی تاریکی میں امریکہ بہادر نے حملہ کر کے تریا سی (۸۳) کے لگ بھگ معصوم طلباء اور علماء کو شہید کر دیا، کیونکہ صدر بش کو ڈٹرم لیکشن میں یقینی شکست سے بچنے کیلئے ”ایمر جنسی“ میں فوری طور پر مسلمانوں کا تازہ خون چاہیے تھا۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کیلئے فوری طور پر ایک اسلامی مدرسے کا انتخاب کیا گیا، اور اس کیلئے سارے انتظامات پاکستانی حکمرانوں اور حکومت نے مہیا کئے۔ حتیٰ کہ ان کا جرم بھی اپنے کھاتہ میں ڈال دیا گیا کہ کہیں ”مقدس سرکار“ کی ”نیک نامی“ پر آج نہ آنے پائے۔ کیونکہ اس بربریت سے پہلے بھی وزیرستان اور ملک کے دیگر حصوں میں بھی معصوم شہریوں کا قتل حکمرانوں کیلئے معمولی ٹاسک بن گیا ہے۔ حکمرانوں سے تو اس قسم کے مزید واقعات کی توقع ہی کی جاسکتی ہے، ان سے کیا گلہ شکوہ؟ لیکن اہل مدارس، مذہبی طبقے اور پاکستانی قوم اور خصوصاً مجلس عمل اس قیامت خیز سانحہ پر بھی ٹس سے مس نہ ہوئے اور اس واقعہ کو بھی آئے روز کے خونی واقعات کی طرح فراموش کر دیا گیا۔ اسی غفلت ”حکمت عملی“ اور خاموشی نے حکمرانوں اور امریکہ کو اتنا بہادر کر دیا ہے کہ اب وہ جس شخص کو چاہے اور جس دینی مدرسے کو چاہے ختم کر سکتا ہے۔ پاکستان میں ویسے بھی جنگ کا قانون ہے جس کی لامٹی اس کی بھینس والی ریاست کا منظر ہے اور سیاسی و مذہبی جماعتیں بھی شتر مرغ کے قبیلے سے تعلق کی بناء پر چشم پوشی کو وقت

کی ضرورت قرار دے رہے ہیں۔ حزن و یاس کی اس زہریلی فضاء میں اور غلامی پر محیط اس سیاہ رات میں کس سے مدد اور تعاون کی امید کی جائے؟ اور کس کے سامنے آہ و فریاد کی جائے؟ ہماری آنکھوں کے سامنے ایک ایک اسلامی ادارے، اسلامی روایات اور افراد کو مٹایا جا رہا ہے، لیکن کوئی سنجیدہ بولنے والا نہیں، احتجاج والا نہیں اور کرگزرنے والا نہیں۔ کچھ سیاسی مداریوں نے اس سانحہ کے موقع پر بھی اپنے کرب دکھائے لیکن دیکھنے والوں نے ان بیویوں کی ان بھونڈی حرکات کو کوئی اہمیت نہیں دی اور دینی بھی نہیں چاہیے تھی کہ اب قوم ان دعا بازوں سے اکتا گئی ہے۔ آخر میں غلے دل اور ویراں خیالات کی بناء پر بھی لکھا جاسکتا ہے کہ ناامیدی کے خار پاکستان کے کشت ویراں کے درد پوار پر قابض ہو گئے ہیں۔ زرخیزی، حیات، نو نشاۃ ثانیہ اور خودداری و حمیت کے پھول اس دھرتی پر اب شاید تادیر نہ رکھیں۔ کیونکہ ساقی اور باغ کے مالی بھی شر و برق سے مل گئے ہیں۔

بے وجہ تو نہیں ہیں چمن کی تباہیاں کچھ باغبان ہیں برق و شر سے ملے ہوئے

سانحہ درگئی افسوسناک حادثہ

حکمرانوں نے جو آگ اپنے ہاتھوں سے ملک و ملت کے درد پوار کو لگا گئی ہے خود اس کا اپنا دامن بھی اس سے محفوظ نہیں رہا۔ ہر عمل کا ایک رد عمل ہوتا ہے جو ایک فطری چیز ہے۔ مجاہدین کے خلاف جاری جنگ میں حکمران آخری حد تک جا چکے ہیں اور حکمران خود اس وقت سب سے بڑے انتہا پسند بن گئے ہیں، انہی کی ظالمانہ اور انتہا پسندانہ پالیسیوں کے نتیجے میں ملک بھر میں ایک عجیب صورتحال پیدا ہو گئی ہے اور اس میں اضافہ باجوڑ پر ظالمانہ حملہ کے بعد مزید ہو گیا ہے۔ اسی کار و عمل درگئی میں فوجی چھاؤنی میں مشغول بے گناہ زیر تربیت کئی درجن فوجی جوان بنے اور ایک خود کش بمبار نے آہنا واحدہ میں کئی لوگوں کو موقع پر شہید کر دیا اور درجنوں کو زخمی۔ یہ معصوم اور بے گناہ فوجی بھی مسلمان پاکستانی اور انتہائی غریب طبقہ سے تعلق رکھتے تھے اور ابھی بالکل ابتدائی ٹریننگ کے مراحل سے گزر رہے تھے۔ ان کا خون ناحق بھی ظالم عظیم ہے۔ اس ظالمانہ اقدام کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ حکمرانوں کی غلط پالیسیوں کی سزا کسی طور پر بھی ان جیسے بے گناہ لوگوں کو دینا قطعی حرام ہے۔ شریعت میں اس کا کوئی جواز نہیں جیسا کہ حکمرانوں کا باجوڑ پر حملہ حرام تھا اسی طرح درگئی میں بھی ایسی اقدام مکمل طور پر ناجائز اور حرام ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت فوری طور پر اپنے ظالمانہ اقدامات سے کنارہ کش ہو جائے تاکہ یہ آگ شعلہ ہو جائے ورنہ خود کش دھماکوں کا یہ نہ ختم ہونے والا سلسلہ خدا خواستہ مزید نہ پھیل جائے ورنہ ہمارا حشر بھی عراق جیسا ہو سکتا ہے۔